سلسلہ ۱۴۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غارِ حرا

سے

طلوع ہونے والا آفتاب

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس ۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

صدیقی ٹرسٹ، پوسٹ بکس ۶۰۹ کراچی

www.abulhasanalinadwi.org

غار حرا سے
طلوع ہونے والا آفتاب

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

میں جبل نور پر چڑھا اور اس کے غار پر، جو "غارِ حرا" کے نام سے مشہور ہے جا کھڑا ہوا یہاں پہنچ کر میں نے اپنے دل میں کہا، یہی جگہ ہے. جہاں خداوند کریم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری کا شرف عطا فرمایا اور پہلی مرتبہ وحی نازل فرمائی، پس (یہ کہنا حق ہے کہ) یہیں سے وہ آفتاب طلوع ہوا جس کی کرنوں نے دنیا پر نور برسایا اور اسے ایک نئی زندگی بخشی، یہ عالم ہر دن ایک نئی صبح کو خوش آمدید کہتا ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر نہ اس صبح میں نیا پن ہوتا ہے نہ کوئی ندرت اور نہ ہر صبح صبح سعادت، ان صبحوں کی آمد سے انسان تو جاگ جاتے ہیں مگر دلوں کی نیند کو ذرا فرق نہیں آتا اور روحوں کی بستی یونہی خواب غفلت میں پڑی رہتی ہے۔ کیا شمار ہے ایسے تاریک دنوں کا اور ایسی جھوٹی صبحوں کا ۔ البتہ اس غار سے حقیقی معنی میں صبح نمودار ہوئی تھی جس کے نور نے ہر چیز کو چمکایا اور اس کی آمد نے ہر شے کو جگایا اور اسی صبح سے تاریخ کا رخ مڑا اور زمانہ کا رنگ بدلا۔

اس صبح سے پہلے انسانی زندگی کا فطری بہاؤ رکا ہوا تھا اور اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

ہر دروازے پر بھاری بھاری قفل چڑھے ہوئے تھے اور وہ گویا چند مقفل دروازوں اور بند تالوں کا مجموعہ بنی ہوئی تھی۔ عقل پر قفل چڑھے ہوئے تھے جن کو کھولنے سے حکماء اور فلاسفہ عاجز تھے ضمیرِ انسانی مقفل تھا جس کو آزادی دلانے میں واعظمین اور مصلحین عاجز تھے۔ قلوب انسانی مقفل تھے جن کے قفل توڑنے میں قدرت کی نشانیاں اور زمانہ کے عبرت انگیز حوادث ناکام ہو چکے تھے۔ صلاحیتیں مقفل تھیں جن کو بروئے کار لانے سے تعلیم و تربیت کا نظام اور ماحول اور سوسائٹی کے اثرات قاصر تھے، درسگاہوں کا وجود لاحاصل تھا جن کو کارآمد اور نتیجہ خیز بنانے میں اہل علم اور اہل درس بے بس تھے عدالتیں کھلی ہونے کے باوجود مقفل تھیں جن سے انصاف حاصل کرنے کیلئے مظلوموں اور محکوموں کی فریادیں بے اثر تھیں، خاندانی مسائل الجھے ہوئے تھے جن کو سلجھانے سے مصلحین مفکرین عاجز تھے۔ قصرہائے سلطنت مقفل تھے جن میں راہ پانے سے محنت کش کسان، پسے ہوئے مزدور اور مظلوم رعایا محروم تھی، دولت مندوں اور امیروں کے خزانے مقفل تھے جن کے قفل کھولنے سے ناداروں کی بھوک ان کی عورتوں کی برہنگی اور ان کے دودھ پیتے بچوں کی گریہ وزاری عاجز تھی۔ بڑے بڑے مصلحین عزائم کے ساتھ میدان میں آئے بڑے بڑے قانون ساز کمربستہ ہوئے لیکن ان بے شمار قفلوں میں سے کوئی ایک قفل بھی کھولنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اس لئے کہ ان کے تالوں کی اصل کنجی ان کے ہاتھ میں نہ تھی وہ کنجی گم ہو چکی تھی اور تالا بغیر اپنی کنجی کے کبھی کھل نہیں سکتا۔ انہوں نے اپنی بنائی ہوئی کنجیوں سے کام لینا چاہا لیکن وہ ان

www.abulhasanalinadwi.org

تالوں کو نہ لگیں اور ایک تالا بھی نہ کھول سکیں اور بعض نے ان تالوں کو کھولنے کی بجائے توڑنے کی کوشش کی مگر الٹے اس کوشش میں ان کے اوزار ٹوٹ گئے اور ہاتھ بھی زخمی ہوگئے۔

ایسے وقت میں متمدن دنیا سے الگ تھلگ ایک چھوٹے سے پہاڑ کے اوپر گمنام اور ظاہری اعتبار سے بے حیثیت مقام (غارِ حرا) میں دنیا کا وہ عقدہ لاینحل حل ہوا جو نہ بڑی بڑی حکومتوں کی راجدھانیوں میں حل ہوسکا، نہ عظیم الشان درسگاہوں میں حل ہوسکا ۔ یہاں پروردگار عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صورت میں عالم انسانیت پر ایک احسان عظیم کا دروازہ کھولا اور صدیوں کی گمشدہ کنجی پھر سے انسانیت کو مل گئی۔ یہ کنجی ہے ایمان اللہ پر، اس کے رسول پر اور یوم آخرت پر .... اس کنجی سے آپ نے صدیوں کے ان بند قفلوں کو ایک ایک کرکے کھول ڈالا جس کے نتیجے میں حیاتِ انسانی کے ہر ہر شعبے کے دروازے چوپٹ کھل گئے۔ آپ نے جب نبوت کی اس کنجی کو عقل کے قفل پر رکھا تو اس کی ساری گرہیں کھل گئیں، اس کی سلوٹیں اور اس کے پیچ وخم دور ہوگئے اسے نشاط فکر حاصل ہوگیا اور وہ اس قابل ہوگئی کہ انفس وآفاق میں پھیلی ہوئی خدا کی نشانیوں سے نفع اندوز ہوسکے، اس کائنات میں غور کرکے اس کے خالق کو پاسکے، کثرت کے پردوں کو چیر کر وحدت کا جلوہ دیکھ سکے اور شرک وبت پرستی اور اوہام وخرافات کی لغویت کو محسوس کرسکے، حالانکہ اس سے پیشتر یہ عقل ان باتوں میں دخل دینے کی مجاز نہ تھی اور صدیوں سے اپنے منصب سے معزول تھی۔ اس کنجی

www.abulhasanalinadwi.org

سے آپؐ نے انسان کے ضمیر کا قفل کھولا، سویا ہوا ضمیر جاگ اٹھا اور اس کے مردہ شعورواحساس میں حرکت اور زندگی پیدا ہوئی۔ ضمیر کی روک تھام سے آزاد ہوکر نفس انسانی جو صدیوں سے نفس امارہ بنا ہوا تھا۔ اب وہی نفس نفس لوامہ میں تبدیل ہوا اور نفس لوامہ دیکھتے ہی دیکھتے نفس مطمئنہ بن گیا۔ جس کے بعد اس میں کسی باطل کے گھسنے کی گنجائش نہ رہی اور گناہ اس کیلئے ناقابل برداشت ہوگیا۔ اس حد تک کہ گناہ گار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاکراز خود اپنے گناہ کا اقرار کرکے اپنے لئے سخت سزا کی درخواست کرتا ہے۔ ایک گناہ گار عورت اپنے لئے سنگساری کی سزا کی درخواست کرتی ہے۔ حضورؐ عذر شرعی کی وجہ سے سزا کو موخر فرماتے ہیں وہ اپنے دیہات کو واپس چلی جاتی ہے نہ اس کی نگرانی کیلئے سی آئی ڈی متعین ہے نہ مجرمہ کو وقت پر دوبارہ حاضر کرنے کیلئے پولیس متعین ہے لیکن وہ وقت پر مدینہ پہنچتی ہے اور خود کو سزا کیلئے بخوشی واصرار پیش کرتی ہے جو یقیناً قتل سے بھی زیادہ سخت ہے یعنی ۔۔۔ سنگساری۔

فتح ایران کے وقت ایک غریب فوجی کے ہاتھ کسریٰ کا تاج زریں آتا ہے وہ اس کو کپڑوں میں چھپاکر خفیہ طور سے اپنے امیر کی خدمت میں پیش کرتا ہے تاکہ ادائے امانت توہو لیکن امانتداری کی نمائش نہ ہو۔

انسانوں کے وہ دل جو اس طرح مقفل پڑے ہوئے تھے کہ ان میں عبرت پذیری تھی نہ خوف خدا تھا اور نہ رقت اور نرمی تھی، یہ کنجی جب ان کے دلوں پر لگائی گئی تو یکسر کایا پلٹتی ہوئی نظر آئی۔ اب وہ خدا کے خوف سے

www.abulhasanalinadwi.org

ہردم لرزاں وترساں تھے، حوادث وواقعات سے عبرت حاصل کرتے تھے۔ انفس وآفاق میں پھیلی ہوئی نشانیوں کا وجود اب ان کیلئے نفع بخش تھا۔ مظلوموں کا حال زار دیکھ کر تڑپ جاتے تھے اور غریبوں مسکینوں کے ساتھ نفرت و حقارت کا برتاؤ کرنے کے بجائے محبت وشفقت کا برتاؤ کرنے لگے اسی طرح نبوت کی اس کنجی نے جب انسانوں کی ان فطری صلاحیتوں اور قوتوں کو چھوا جو عرصہ سے کھٹکھٹری پڑی تھیں تو وہ شعلوں کی طرح بھڑک اٹھیں اور سیلاب کی طرح موجیں مارتی ہوئی ابل پڑی اور صحیح رخ پر لگ گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلاحیتوں کے ابھرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے جو لوگ بکریوں کی گلہ بانی میں ضائع ہورہے تھے وہ اب بہترین طور سے قوموں کی نگہبانی اور عالم کی فرمانروائی کی نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برء ہونے لگے اور جو شخص کل تک صرف کسی ایک قبیلے یا ایک شہر کا شہسوار شمار کیا جاتا تھا وہ اب بڑی بڑی سلطنتوں اور ایسے ایسے ملکوں کا فاتح ثابت ہوا جو قوت وشوکت میں یکتا تھے۔

اس کنجی سے آپ نے درس گاہوں کے قفل کھولے اور ان میں ازسرنو چہل پہل اور رونق پیدا کی حالانکہ علم کی کساد بازاری اور معلمین کی کسمپرسی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ نہ معلمین کو دلچسپی رہی تھی اور نہ متعلمین کو ۔۔۔ آپ نے علم کی قدروقیمت یاد دلائی، اہل علم کا مرتبہ بتلایا اور علم دین کا باہمی تعلق سمجھایا۔ چنانچہ لوگ درس گاہوں کی ترقی کیلئے دامے درمے قدمے سخنے کوشاں ہوگئے، مسلمان کا ہر ہر گھر بجائے خود ایک مسجد و مدرسہ بن گیا۔ ہر مسلمان اپنے حق میں متعلم اور دوسرے کے حق میں معلم بن

www.abulhasanalinadwi.org

گیا، کیونکہ ان کا دین خود طلب علم کیلئے سب سے بڑا محرک تھا۔

آپ نے اس کنجی سے عدالت کا تعطل ختم کیا۔ اب ہر قانون دان اس قابل تھا کہ اس پر ایک منصف جج کی حیثیت سے اعتماد کیا جاسکے اور ہر مسلمان حاکم اعلی درجہ کا انصاف شعار حاکم تھا اور یہ سچے مسلمان سب کے سب محض اللہ کیلئے سچی شہادتیں دینے والے تھے، جب اللہ اور آخرت کے حساب وکتاب پر ایمان استوار ہوا تو عدل وانصاف کی فراوانی ہوئی۔ بے انصافیوں اور بدمعاشگیاں کم سے کم تر ہوگئیں اور جھوٹی شہادتیں اور ظالمانہ فیصلے ناپید ہوگئے۔ خاندانی معاملات جو اس قدر ابتر ہوگئے تھے کہ باپ بیٹے کے درمیان، بھائی بھائی کے درمیان، شوہر اور بیوی کے درمیان چھین جھپٹ اور کشاکش کا میدان گرم تھا۔ پھر یہ بیماری خاندانوں کے محدود میدان سے نکل کر معاشرہ کے وسیع میدان میں بھی پہنچ گئی تھی۔ یہی کشاکش نوکر اور مالک کے تعلقات میں بھی برپا تھی۔ حاکم اور رعیت کے تعلقات میں بھی برپا تھی، بڑے اور چھوٹے کے تعلقات میں بھی برپا تھی۔ ہر ایک کا یہ حال تھا کہ اپنا حق کسی طرح نہ چھوڑنا چاہتا تھا اور دوسروں کا حق کسی طرح دینا نہ چاہتا تھا۔ خود اگر کوئی چیز خریدتا تو ناپ تول میں ذرا ذرا سی اونچ نیچ پر باریک بینی سے نظر رکھتا تھا لیکن اگر دوسرے کے ہاتھ کچھ بیچتا تو کم سے کم ناپنے اور تولنے میں پوری پوری مہارت بہم پہنچاتا۔

آپؐ نے اس خاندانی اور معاشرتی نظام کے عقدوں کا حل بھی اسی کنجی سے کیا۔ خاندان اور معاشرہ میں ایمان کا بیج بویا، لوگوں کو اللہ کی ناراضگی

www.abulhasanalinadwi.org

سے ڈرایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنایا :

" اے لوگو ! اپنے رب سے ڈرو۔ تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا (اس طرح) کہ اس کا ایک جوڑا پیدا کیا اور دونوں کی (نسل) سے پھیلادیئے بہت سے مرد اور عورتیں،اور ، اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم مانگتے ہو اور قرابتوں کا خیال رکھو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔ "

آپؐ نے خاندان اور معاشرے کے افراد میں سے ہرایک پر کچھ ذمہ داریاں ڈالیں اسی طرح ازسرنو خاندانی نظام کو بھی عدل، محبت اور راستی کی بنیاد پر قائم فرمایا اور معاشرہ کو بھی اعلیٰ درجہ کاعدل شعار بنایا۔ معاشرہ کے ہرہر عضو میں امانتداری کا ایسا گہرا شعور اور خداترسی کا ایسا شدید احساس بیدار کردیا کہ اس معاشرہ کے امراء اور عہدیداران تک پرہیزگاری اور سادہ زندگی کے نمونے بن گئے، قوم کے سردار اپنے تئیں قوم کے خادم سمجھنے لگے، والیان سلطنت اپنی حیثیت یتیموں کے سرپرست سے زیادہ نہیں سمجھتے کہ اگر اپنی ذاتی ملکیت کچھ ہے تو سلطنت کے مال ودولت سے کچھ مطلب نہیں، اگر نہیں ہے تو بقدر ضرورت لینے پر قناعت ہے۔ اسی ایمان کی بدولت آپؐ نے دولت مندوں اور تاجروں میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے دلچسپی پیدا کی، انہیں بتلایا کہ مال اصل میں اللہ کا ہے تمہیں اس نے اس کے تصرف میں اپنا نائب بنایا ہے۔

" اور خرچ کرو اس (مال ودولت) میں سے جس میں اللہ نے تمہیں اپنا نائب بنایا اور دو ان (ضرورت مندوں کو) اس مال میں سے جو اللہ نے

www.abulhasanalinadwi.org

تمہیں دے رکھا ہے۔"

انہیں تجوریوں میں بند کرکے رکھنے اور راہ خدا میں خرچ نہ کرنے سے یہ کہہ کر ڈرایا۔

"اور وہ لوگ جو سوناچاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ انہیں بشارت دے دیجئے دردناک عذاب کی اس دن جبکہ ان کے خزانوں کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں کروٹیں اور پشتیں داغی جائیں گی۔ لو! یہ ہے تمہارا جمع کیا ہوا مال اب چکھو اس کا مزہ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغام اور اپنی دعوت کے ذریعے سے جس فرد کو تیار کرکے کارگہہ حیات میں اتارا تھا وہ اللہ پر سچا ایمان رکھنے والا، نیک خوئی پسند کرنے والا، اللہ کے خوف سے ڈرنے اور لرزنے والا، امانت کا پاس کرنے والا دنیاپر آخرت کو ترجیح دینے والا، مادہ کوحقیر سمجھنے والا، اور اپنی روحانیت سے مادیت پر غالب آنے والا تھا۔ وہ اس بات پر دل سے یقین رکھتا تھا کہ دنیا تو میرے لئے بنائی گئی ہے لیکن میں آخرت کیلئے پیدا کیا گیا ہوں پس یہ فرد اگر تجارت کے میدان میں اترتا تو نہایت سچا اور ایماندار ثابت ہوتا، اگر مزدوری کا پیشہ اختیار کرتا تو نہایت محنتی اور بہی خواہ مزدور ثابت ہوتا، اگر مالدار ہوجاتا تو ایک رحم دل اورفیاض دولت مند ثابت ہوتا۔ اگر غریب ہوتا تو شرافت کو قائم رکھتے ہوئے مصیبتوں کو جھیلتا۔ اگر کرسی عدالت پر بیٹھا دیا جاتا تو نہایت سمجھدار اور منصف جج ثابت ہوتا، اگر

www.abulhasanalinadwi.org

صاحب سلطنت ہوتا تو ایک مخلص اور بے غرض حکمران ثابت ہوتا۔ اگر آقا ہوتا تو رحم دل اور منکسرالمزاج ہوتا اگر نوکر ہوتا تو نہایت چست اور فرمانبردار نوکر ہوتا اور اگر قوم کا مال ودولت اس کی تحویل میں آجاتا تو حیرت انگیز بیداری اور باخبری سے اس کی نگرانی کرتا۔

یہ تھیں وہ اینٹیں جن سے اسلامی سوسائٹی کی تعمیر کی گئی اور جن پر اسلامی حکومت کی عمارت کھڑی کی گئی۔ اسی بناء پر یہ سوسائٹی اور یہ حکومت ایک بڑے پیمانہ پر افراد میں جو چیزیں تھیں وہ سب کی سب معاشرہ میں جمع ہوگئی تھیں۔ اس کے تاجر کی سچائی اور ایمانداری اس میں تھی اس کے غریب کی خودداری اور مشقت کوشی اس میں تھی۔ اس کے مزدور کی محنت کشی اور بہی خواہی اس میں تھی۔ اس کے جج کی فراست اور عدالت اس میں تھی۔ اس کے آقا کا انکسار اور رحم دلی اس میں تھی۔ اس کے خادم کی جفاکشی اور چستی اس میں تھی اور اس کے خزانچی کی نگرانی اور بیداری بھی اس میں پوری پوری موجود تھی۔ اسلامی سوسائٹی جس طرح اپنے افراد کی خوبیوں کی مظہراتم تھی۔ اسی طرح اسلامی حکومت بھی تمام خوبیوں کی جامع بلکہ ان کا قوی محرک بن گئی تھی۔ یہ حکومت راست رو تھی، عقیدوں اور اصولوں کو منافع اور اصولوں پر ترجیح دیتی تھی۔ عوام کو لوٹنے کے بجائے ان کے اخلاق وعقائد کو بنانے اور سنوارنے کی دلسوزی سے کوشش کرتی تھی۔ سوسائٹی اور حکومت کے اثرات کا یہ نتیجہ تھا کہ انفرادی اور اجتماعی پرائیویٹ اور پبلک زندگی کا ہر ہر گوشہ ایمان وعمل، صدق وخلوص محنت وکوشش اور عدل

www.abulhasanalinadwi.org

وانصاف سے سجا ہوا اور ان سدا بہار پھولوں کی خوشبو سے مہکا ہوا تھا۔

غارِ حرا پر کھڑا کھڑا یہ تمام باتیں اپنے دل میں سوچ رہا تھا میں اپنے ان خیالات اور عہد رفتہ کی یاد میں اتنا غرق ہوگیا کہ تھوڑی دیر کیلئے اپنے وجود سے بالکل بے خبر ہوگیا۔ میرا تصور مجھے اپنے ماحول اور اپنے زمانہ سے اڑا کر الگ لے گیا۔ میری نگاہوں میں اس عہد کی عمومی اسلامی زندگی کی تصویر پھرنے لگی۔ میں اس کا رخ جمال اور ایک ایک خط وخال دیکھنے لگا اور بالکل ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہی زندگی میرے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اور میں اس کی روح نواز فضاؤں مین سانس لے رہا ہوں اسی عالم تصور میں مجھے اپنے زمانے کا خیال آیا جس کی فضاء میں واقعی مین سانس لیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آج بھی زندگی کی کامیابی اور خوشگواری کے دروازوں پر کچھ نئے قسم کے تالے پڑے نظر آرہے ہیں۔ مسائل میں پھیلاؤ اور تنوع کی کوئی حد نہیں اور اسی نسبت سے الجھاؤ اور پیچیدگیاں بھی بڑھ گئی ہیں تو کیا اس حالت میں بھی اس پرانی کنجی سے یہ نئے قفل کھل سکتے ہیں؟

یہ سوال میرے دل میں پیدا ہوا مگر میں نے کہا کہ جب تک ان تالوں کو اچھی طرح دیکھ بھال کے ان کی حقیقت نہ معلوم کرلوں مجھے کوئی جواب نہ دینا چاہئے۔ چنانچہ میں نے جوان تالوں کو ہاتھ لگایا تو حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ تالے نئے نہیں ہیں وہی پرانے ہیں، صرف رنگ وروغن نیا ہے اور نہ یہ پیچیدگیاں اور الجھنیں ہی نئی ہیں۔ ان کی جڑ تو ہو بہو پرانی ہے۔ آج بھی اصل مسئلہ فرد کا مسئلہ ہے جو سارے دوسرے مسائل کا سرا ہے اور یہی

www.abulhasanalinadwi.org

ہمیشہ انسانی زندگی کا اصل مسئلہ رہا ہے۔ کیونکہ فرد وہ اینٹ ہے جس سے سوسائٹی اور حکومت بنتی ہے اور اس کا حال آج یہ ہوگیا ہے کہ مادہ اور قوت کے سوا کسی چیز سے مطلب نہیں ہے۔ اس دنیا کی قدروقیمت اس کی نظر میں حقیقت سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ لذت اور خواہشات کی بندگی حد سے گزر گئی ہے اور اپنے پروردگار سے، انبیاء کی رسالت سے اور عقیدہ آخرت سے رشتہ بالکل ٹوٹ چکا ہے۔ بس یہی فرد کا بگاڑ ہے جو سوسائٹی کے بگاڑ کا سرچشمہ اور تہذیب کی بدبختی کا ذمہ دار ہے۔

یہ فرد اگر تجارت کرتا ہے تو لالچ اور ذخیرہ اندوزی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ارزانی کے وقت مال روک لیتا ہے اور گرانی کے زمانے میں نکالتا ہے اور اس طرح لوگوں کی بھوک اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ یہ فرد اگر مفلس ہوتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ اپنی مفلسی کو دور کرنے کیلئے خود کچھ نہ کرے اور دوسروں کی محنتوں کا پھل مفت میں کھالے۔ اگر مزدوری کرتا ہے تو اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے لیکن مزدوری پوری لینا چاہتا ہے، اگر دولت مند ہوتا ہے تو اعلیٰ درجہ کا کنجوس اور سنگدل ہوتا ہے۔ اگر صاحب اقتدار ہوتا ہے تو لٹیرا اور بددیانت ہوتا ہے۔ اگر مالک ہوتا ہے تو ایک ظالم اور خودغرض مالک ثابت ہوتا ہے جو اپنے فائدے اور اپنے آرام کے سوا کچھ دیکھنا نہیں جانتا۔ اگر نوکر ہوتا ہے تو کام چور اور بے ایمان، اگر خزانچی بنادیا جاتا ہے تو غبن کرتا ہے، اگر وزیر یا جمہوریہ کا صدر ہوجاتا ہے تو شکم پرور، روح سے بے خبر اور بندہ نفس ہوتا ہے جو صرف اپنی ذات اور اپنی پارٹی کے فائدے

www.abulhasanalinadwi.org

کو دیکھتا ہے۔ اگر لیڈر بن جاتا ہے تو بہت ہی ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس قوم اور وطن کی حدود سے آگے نہیں بڑھنا چاہتا اور اپنے وطن اور قوم کی عزت بڑھانے کیلئے دوسری قوموں اور ملکوں کی عزت و آبرو خاک میں ملانے سے کسی وقت بھی گریز نہیں کرتا۔ اگر قانون سازی کا اختیار ہاتھ میں آجائے تو ظلم کے قانون اور بڑے بڑے ٹیکس مسلط کر دیتا ہے۔ اگر اس کے دماغ میں ایجاد و اکتشاف کی صلاحیت ہوتی ہے تو ہلاکت برسانے والے اور تباہی پھیلانے والے آلات ایجاد کرنے لگتا ہے۔ زہریلی گیس ایجاد کرتا ہے جو نوع انسانی کو ہلاک کر دیں، بمبار طیارے اور ٹینک بناتا ہے جو بستیوں کو کھنڈر اور راکھ کا ڈھیر بنا ڈالیں۔ ایٹم بم بناتا ہے جس کی ہلاکت خیزیوں سے نہ انسان بچ سکتے ہیں نہ حیوان، نہ کھیت نہ باغات اور جب اس فرد کو ان ایجادات کے استعمال کرنے کی قوت بھی مل جاتی ہے تو بستیوں کی بستیاں اندھا دھند نشانے پر رکھ لیتا ہے اور آن کی آن میں زندوں کے شہر شہر خموشاں بنا ڈالتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب اچھے افراد سے مرکب ہونے والا معاشرہ اور ان سے تیار ہونے والی حکومت ان افراد کی تمام خوبیوں کی آئینہ دار ہوتی ہے تو بُرے افراد سے تیار ہونے والا معاشرہ اور حکومت دونوں لامحالہ ان تمام افراد کی تمام برائیوں اور بیماریوں کی حامل ہوگی۔ اس میں تاجروں کی ذخیرہ اندوزی بھی ہوگی، نفع کا لالچ بھی ہوگا، تنگدستوں کی سرکشی بھی ہوگی۔ مزدوروں کی کم محنت اور زیادہ اجرت کی بُری عادت بھی ہوگی۔ دولت مند کی ہوس کے جراثیم بھی اسے اڑکر لگیں گے۔ اپنے حکمران کی بدنیتی اور عیاری بھی اس میں پھیلے گی،

www.abulhasanalinadwi.org

مالکوں کا جور و ستم بھی اس کی عادت میں داخل ہوگا۔ نوکر کی خیانت اور خازن کا غبن بھی اس میں سرایت کرے گا۔ وزراء کی نفع پرستی اور لیڈروں کی وطن پرستی بھی گل کھلائے گی، قانون سازوں کے اندھیر اور سامسدانوں کی بے راہ روی بھی اپنا جوہر دکھائے گی اور زرداروں کی سنگدلی بھی اس پورے معاشرہ اور حکومت میں رنگ لائے گی۔

یہ ہے وہ اصل مادۂ فساد جس کے بطن سے وہ تمام بیماریاں، وہ تمام الجھنیں اور وہ تمام پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں جن سے انسانیت پریشان اور زاروزار ہے۔ اس مادہ فساد کا نام ہے مادہ پرستی کا ذوق یا مادہ اور اس کے مظاہر ہی کو سب کچھ سمجھنے کا عقیدہ، بلیک مارکیٹنگ اسی کا قدرتی نتیجہ ہے، رشوت ستانی اسی کا ادنیٰ کرشمہ ہے، ہوشربا گرانی اور مہنگائی اسی کا ایک شگوفہ ہے۔ ذخیرہ اندوزی اسی کا عطیہ ہے۔ افراط زر اسی کا ثمرہ ہے۔ آج کے مفکرین اور مقننین آج تک ان مشکلات کا کوئی کامیاب حل نہیں ڈھونڈ کر لاسکے۔ ایک مشکل کو حل کرتے ہیں تو دوسری مصیبت میں پھنس جاتے ہیں، ایک گرہ کھلتی ہے تو کئی نئی گرہیں لگ جاتی ہیں بلکہ اب تو یہ کہنا بھی بے جانہ ہوگا کہ ان کی عقدہ کشائی بجائے خود نئے نئے عقدوں کو جنم دے رہی ہے جیسے عطائی طبیب کے علاج سے صحت کی بجائے کچھ نئے نئے مرض اور پیدا ہوجائیں۔

یہ اس مریض پر روز نئے تجربے کررہے ہیں۔ انہوں نے سمجھا کہ شخصی حکومت ان تمام امراض کا سبب ہے۔ لہٰذا اسے ختم کرکے جمہوری طرز

www.abulhasanalinadwi.org

حکومت کی بنیاد ڈالی مگر اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو بعض نے پھر آمریت اور ڈکٹیٹرشپ کو اختیار کیا۔ اس سے اور خرابیاں بڑھتی دیکھیں تو پھر جمہوریت کی طرف رجوع کیا، ایسے ہی کبھی نظام سرمایہ داری کو اختیار کیا۔ اس سے اور گرہیں بڑھیں تو کمیونزم اور سوشلزم کو اپنے درد کا درماں سمجھ لیا مگر معاملہ کی نوعیت ذرا نہ بدلی اور مشکلات جوں کی توں قائم یا پہلے سے کچھ دشوار ہوگئیں، کیوں ..... ؟

اس لئے کہ یہ ساری تبدیلیاں اور سارا ردوبدل اوپر اوپر ہوتا رہا اور مشکلات کی جو جڑ اور بنیاد ہے یعنی فرد اور اس کا بگاڑ ---- اس کو ہاتھ نہیں لگایا گیا۔ اس میں کسی اصلاح وتغیر کی کوشش نہیں کی گئی اور قصداً یا بلا قصد اس حقیقت سے غفلت ہوتی گئی کہ اصل فساد اور ٹیڑھ فرد میں ہے جس کی بدولت معاشرہ اور حکومت میں بھی ٹیڑھ پیدا ہوگئی ہے۔

لیکن میں تو کہتا ہوں کہ اگر یہ مفکرین و مصلحین اس حقیقت کو خوب سمجھ بھی لیتے اور برائیوں کی اس جڑ کو پا بھی لیتے تب بھی اس کا علاج ان کے بس کی بات نہ تھی۔ ماناکہ ان کے پاس اشاعت علم کے موثر ذرائع ہیں اور یہ دور ہی تعلیم وتربیت کا دور ہے مگر ان کے ہاتھ میں وہ طاقت نہیں ہے جس سے فرد کا رخ شر سے خیر کی طرف اور تخریب سے تعمیر کی طرف موڑدیں کیونکہ ان کے دماغ ودل روحانیت بلکہ روح کی وقعت ہی سے عاری اور ایمان سے خالی ہیں۔ ان کے پاس دل کو غذا نہ دینے اور اس میں ایمان کا پودا لگانے کا سامان نہیں ہے ان کے ہاتھوں سے وہ چیز نکل چکی ہے جو عبدو معبود کے

www.abulhasanalinadwi.org

درمیان رشتہ جوڑے، اس زندگی کے ساتھ اس زندگی کا تعلق قائم کرے۔ روح ومادہ کے درمیان توافق پیدا کرے اور علم کو اخلاق سے وابستہ کرے، ان کے روحانی، افلاس، اندھی مادیت اور غرور عقل نے تو اب اس حد تک پہنچادیا ہے کہ تخریب وتباہی کا آخری تیر بھی اپنے ترکش میں جمع کرلینا چاہتے ہیں جس کی ہلاکت خیزیوں سے انسانیت کا پورا کنبہ نیست و نابود اور پورا کرہ ارض اجاڑ اور ویران ہوسکتا ہے۔ خدانخواستہ اگر اس وقت دنیا کی متحارب طاقتوں نے خوفناک ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کا میدان گرم کیا تو یقیناً ان کے یہ نوایجاد آلات تہذیب وانسانیت کا خاتمہ کردیں گے۔

بشکریہ:
روزنامہ "جنگ" کراچی
۱۹۹۳ء

الفلاح پرنٹنگ پریس فون: ۷۷۲۳۷۴۸

www.abulhasanalinadwi.org